سرمۂ مفتِ نظر ہوں مری قیمت یہ ہے
کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا

رخصتِ نالہ مجھے دے کہ مبادا ظالم
تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا

غافل بوہمِ ناز خود آرا ہے ورنہ یاں
بے شانۂ صبا نہیں طرہ گیاہ کا

بزمِ قدح سے عیشِ تمنا نہ رکھ کہ رنگ
صید ز دام جستہ ہے اس دام گاہ کا

رحمت اگر قبول کرے کیا بعید ہے
شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا

مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں کہ ہے
پُرگل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا

جاں در ہوائے یک نگہِ گرم ہے اسد
پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی
چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا

حریفِ جوششِ دریا نہیں خودداریِ ساحل
جہاں ساقی ہو تو باطل ہے دعویٰ ہوشیاری کا

عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا
درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

تجھ سے

تجھ سے قسمت میں مری صورتِ قفلِ ابجد
تھا لکھا بات کے بنتے ہی جدا ہو جانا

دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام
مٹ گیا گھسنے میں اس عقدے کا وا ہو جانا

اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم اللہ اللہ
اس قدر دشمنِ اربابِ وفا ہو جانا

ضعف سے گریہ مبدل بدمِ سرد ہوا
باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا

دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال
ہو گیا گوشت سے ناخن کا جدا ہو جانا

ہے مجھے ابرِ بہاری کا برس کر کھلنا
روتے روتے غمِ فرقت میں فنا ہو جانا

گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس
کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہو جانا

بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالب
چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہو جانا

تا کہ تجھ پر کھلے اعجازِ ہوائے صیقل
دیکھ برسات میں سبز آئینے کا ہو جانا

ردیف الباء الموحدہ

پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موجِ شراب
دے بطِ مے کو دل و دستِ شنا موجِ شراب

پوچھ مت وجہ سیہ مستیِ اربابِ چمن
سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہوا موجِ شراب

جو ہوا غرقۂ مے بختِ رسا رکھتا ہے
سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہما موجِ شراب

ہی یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہی اگر   موج ہستی کو کری فیض ہوا موج شراب
چار موج اوٹہتی ہی طوفان طرب سی ہر سو   موج گل موج شفق موج صبا موج شراب
جسقدر روح نباتی ہی جگر تشنۂ ناز   دی ہی تسکین بدم آب بقا موج شراب
بسکہ دوڑی ہی رگ تاک مین خون ہو ہو کر   شہپر رنگ سی ہی بال کشا موج شراب
موجۂ گل سی چراغان ہی گزرگاہ خیال   ہی تصور مین زبس جلوہ نما موج شراب
نشہ کی پردی مین ہی محو تماشای دماغ   بسکہ رکہتی ہی سر نشو و نما موج شراب
ایک عالم پہ ہین طوفانی کیفیت فصل   موجۂ سبزۂ نوخیز سی تا موج شراب
شرح ہنگامۂ ہستی ہی زہی موسم گل   رہبر قطرہ بدریا ہی خوشا موج شراب
ہوش اوڑتی ہین میری جلوۂ گل دیکہ اسد   پہر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موج شراب

ردیف التاء المثناة الفوقانیہ

افسوس کہ دندان کا کیا رزق فلک نی   جن لوگون کی تہی درخور عقد گہر انگشت
کافی ہی نشانی تری چہلی کا نہ دینا   خالی مجہی دکہلا کی بوقت سفر انگشت
لکہتا ہون اسد سوزش دل سی سخن گرم   تا رکہ نسکی کوئی میری حرف پر انگشت

رہا گر

رہا گر کوئی تا قیامت سلامت   پہر اک روز مرنا ہی حضرت سلامت
جگر کو میری عشق خوننابہ مشرب   لکہی ہی خداوند نعمت سلامت
علی الرغم دشمن شہید وفا ہون   مبارک مبارک سلامت سلامت
نہین گر سر و برگ ادراک معنی   تماشای نیرنگ صورت سلامت

مند گئین کہولتی ہی کہولتی آنکہین غالب   یار لای میری بالین پہ اوسی پر کس وقت

امد خط سی ہوا ہی سرد جو بازار دوست   دود شمع کشتہ تہا شاید خط رخسار دوست
ای دل ناعاقبت اندیش ضبط شوق کر   کون لا سکتا ہی تاب جلوۂ دیدار دوست
خانہ ویران سازی حیرت تماشا کیجیی   صورت نقش قدم ہون رفتۂ رفتار دوست
عشق مین بیداد رشک غیر نی مارا مجہی   کشتۂ دشمن ہون آخر گرچہ تہا بیمار دوست
چشم ما روشن کہ اوس بیدرد کا دل شاد ہی   دیدۂ پرخون ہمارا ساغر سرشار دوست

غیر یوں کرتا ہے میری پرسش اوسکی ہجر میں | بے تکلف دوست ہو جیسے کوئی غمخوار دوست
تاکہ میں جانوں کہ ہے اوسکی رسائی واں تلک | مجھکو دیتا ہے پیام وعدۂ دیدار دوست
جبکہ میں کرتا ہوں اپنا شکوۂ ضعف دماغ | سر کرے ہے وہ حدیث زلف عنبر بار دوست
چپکے چپکے مجھکو روتے دیکھ پاتا ہے اگر | ہنس کے کرتا ہے بیان شوخی گفتار دوست
مہربانیہائے دشمن کی شکایت کیجئے | یا بیاں کیجے سپاس لذت آزار دوست
یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ | ہے ردیف شعر میں غالب ز بس تکرار دوست

بردیف الجیم المعجمہ التازیہ

گلشن میں بند و بست برنگ دگر ہے آج | قمری کا طوق حلقۂ بیرون در ہے آج
آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ | تار نفس کمند شکار اثر ہے آج
اے عافیت کنارہ کر اے انتظام چل | سیلاب گریہ درپئے دیوار و در ہے آج

لو ہم مریض عشق کے بیمار دار ہیں | اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج

جیم الفارسی

نفس نہ انجمن آرزو سے باہر کھینچ | اگر شراب نہیں انتظار ساغر کھینچ
کمال گرمی سعی تلاش دید نہ پوچھ | برنگ خار مرے آئینہ سے جوہر کھینچ
تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار اے دل | کیا ہے کس نے اشارہ کہ ناز بستر کھینچ
تری طرف ہے بحسرت نظارۂ نرگس | بکوری دل و چشم رقیب ساغر کھینچ
بہ نیم غمزہ ادا کر حق ودیعت ناز | نیام پردۂ زخم جگر سے خنجر کھینچ
مرے قدح میں ہے صہبائے آتش پنہاں | بروئے سفرہ کباب دل سمندر کھینچ

ردیف الدال المہملہ

حسن غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد | بارے آرام سے ہیں اہل جفا میرے بعد
منصب شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا | ہوئی معزولی انداز و ادا میرے بعد
شمع بجھتی ہے تو اس میں سے دھواں اٹھتا ہے | شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد
درخور عرض نہیں جوہر بیداد کو جا | نگہ ناز ہے سرمے سے خفا میرے بعد
ہے جنوں اہل جنوں کے لئے آغوش وداع | چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا میرے بعد
کون ہوتا ہے حریف مے مرد افگن عشق | ہے مکرر لب ساقی پہ صلا میرے بعد

غم سی مرتا ہون کہ اتنا نہین دنیا مین کوئی — کہ کری تعزیت مہر و وفا میری بعد
آتی ہی بیکسی عشق پہ رونا غالب — کس کی گہر جائیگا سیلاب بلا میری بعد

ردیف الرا المہملہ

بلا سی ہین جو یہ پیش نظر در و دیوار — نگاہ شوق کو ہین بال و پر در و دیوار
وفور اشک نی کاشانہ کا کیا یہ رنگ — کہ ہو گئی میری دیوار و در در و دیوار
نہین ہی سایہ کہ سنکر نوید مقدم یار — گئی ہین چند قدم پیشتر در و دیوار
ہوئی ہی کسقدر ارزانی مئی جلوہ — کہ مست ہی تیری کوچی مین ہر در و دیوار
جو ہی تجہی سر سودای انتظار تو آ — کہ ہین دکان متاع نظر در و دیوار
ہجوم گریہ کا سامان کب کیا مینی — کہ گر پڑی نہ میری پاؤن پر در و دیوار
وہ آ رہا میری ہمسایہ مین تو سایی سی — ہوئی فدا در و دیوار پر در و دیوار
نظر مین کہٹکی ہی بن تیری گہر کی آبادی — ہمیشہ روتی ہین ہم دیکہ کر در و دیوار
نہ پوچہ بیخودی عیش مقدم سیلاب — کہ ناچتی ہین پڑی سر بسر در و دیوار
نہ کہہ کسو سی کہ غالب نہین زمانی مین — حریف راز محبت مگر در و دیوار

گیون

کیون جل گیا نہ تاب رخ یار دیکہ کر — جلتا ہون اپنی طاقت دیدار دیکہ کر
آتش پرست کہتی ہین اہل جہان مجہی — سرگرم نالہ ہای شرربار دیکہ کر
کیا آبروی عشق جہان عام ہو جفا — رکتا ہون تمکو بی سبب آزار دیکہ کر
آتا ہی میری قتل کو پر جوش رشک سی — مرتا ہون اوسکی ہات مین تلوار دیکہ کر
ثابت ہوا ہی گردن مینا پہ خون خلق — لرزی ہی موج می تیری رفتار دیکہ کر
واحسرتا کہ یار نی کہینچا ستم سی ہات — ہمکو حریص لذت آزار دیکہ کر
بک جاتی ہین ہم آپ متاع سخن کی ساتہ — لیکن عیار طبع خریدار دیکہ کر
زنار باندہ سبحہ صد دانہ توڑ ڈال — رہرو چلی ہی راہ کو ہموار دیکہ کر
ان آبلون سی پاؤن کی گہبرا گیا تہا مین — جی خوش ہوا ہی راہ کو پرخار دیکہ کر
کیا بدگمان ہی مجہسی کہ آئینہ مین میری — طوطی کا عکس سمجہی ہی زنگار دیکہ کر
گرنی تہی ہم پہ برق تجلی نہ طور پر — دیتی ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکہ کر
سر پہوڑنا وہ غالب شوریدہ حال کا — یاد آگیا مجہی تیری دیوار دیکہ کر

لرزتا ہے میرا دل زحمت مہر درخشاں پر — میں ہوں وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خار بیاباں پر
نہ چھوڑی حضرت یوسف نے یہاں بھی خانہ آرائی — سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر
فنا تعلیم درس بیخودی ہوں اس زمانے سے — کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوار دبستاں پر
فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویش مرہم سے — بہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمکداں پر
نہیں اقلیم الفت میں کوئی طومار ناز ایسا — کہ پشت چشم سے جس کی نہ ہووے مہر عنواں پر
مجھے اب دیکھ کر ابر شفق آلودہ یاد آیا — کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر
بجز پرواز شوق ناز کیا باقی رہا ہوگا — قیامت اک ہوائے تند ہے خاک شہیداں پر
نہ لڑ ناصح سے غالب کیا ہوا گر اس نے شدت کی — ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر

صفائے حیرت آئینہ ہے سامان زنگ آخر — تغیر آب بر جا ماندہ کا پاتا ہے رنگ آخر
نہ کی سامان عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی — ہوا جام زمرد بھی مجھے داغ پلنگ آخر

جنوں کی دستگیری کس سے ہو گر ہو نہ عریانی — گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر
بہ رنگ کاغذ آتش زدہ نیرنگ بیتابی — ہزار آئینہ دل باندھے ہے بال یک تپیدن پر
فلک سے ہم کو عیش رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے — متاع بردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر
ہم اور وہ بے سبب رنج آشنا دشمن کہ رکھتا ہے — شعاع مہر سے تہمت نگہ کی چشم روزن پر
فنا کو سونپ گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا — فروغ طالع خاشاک ہے موقوف گلخن پر
اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے — کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

ستمکش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں — تکلف بر طرف مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر

ردیف الزاء المعجمہ

فارغ مجھے نہ جان کہ مانند صبح و مہر — ہے داغ عشق زینت جیب کفن ہنوز
ہے ناز مفلساں زر از دست رفتہ پر — ہوں گل فروش شوخی داغ کہن ہنوز
میخانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں — خمیازہ کھینچے ہے بت بیداد فن ہنوز

حریف مطلب مشکل نہیں فسون نیاز　　دعا قبول ہو یارب کہ عمر خضر دراز
نہ ہو بہ ہرزہ بیابان نورد وہم وجود　　ہنوز تیرے تصور میں ہے نشیب و فراز
وصال جلوہ تماشا ہے پر دماغ کہاں　　کہ دیجے آئینۂ انتظار کو پرداز
ہر ایک ذرۂ عاشق ہے آفتاب پرست　　گئی نہ خاک ہوئے پر ہوائے جلوۂ ناز
نہ پوچھ وسعت میخانۂ جنون غالب　　جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز

وسعت سعی کرم دیکھ کہ سرتاسر خاک　　گزرے ہے آبلہ پا ابر گہربار ہنوز
یک قلم کاغذ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت　　نقش پا میں ہے تب گرمی رفتار ہنوز

نہ گل نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز　　میں ہوں اپنی شکست کی آواز
تو اور آرائش خم کاکل　　میں اور اندیشہ ہائے دور دراز
لاف تمکیں فریب سادہ دلی　　ہم ہیں اور رازہائے سینہ گداز
ہوں گرفتار الفت صیاد　　ورنہ باقی ہے طاقت پرواز

وہ بھی دن ہو کہ اس ستمگر سے　　ناز کھینچوں بجائے حسرت ناز
نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خون　　جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گلباز
اے ترا غمزہ یک قلم انگیز　　اے ترا ظلم سربسر انداز
تو ہوا جلوہ گر مبارک ہو　　ریزش سجدۂ جبین نیاز
مجھکو پوچھا تو کچھ غضب نہ ہوا　　میں غریب اور تو غریب نواز
اسد اللہ خان تمام ہوا　　اے دریغا وہ رند شاہد باز

ردیف السین المہملہ

مژدہ اے ذوق اسیری کہ نظر آتا ہے　　دام خالی قفس مرغ گرفتار کے پاس
جگر تشنۂ آزار تسلی نہ ہوا　　جوئے خوں ہم نے بہائی بن ہر خار کے پاس
مند گئیں کھولتے ہی کھولتے آنکھیں ہے ہے　　خوب وقت آئے تم اس عاشق بیمار کے پاس
میں بھی رک رک کے نہ مرتا جو زباں کے بدلے　　دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غمخوار کے پاس
دہن شیر میں جا بیٹھیے لیکن اے دل　　نہ کھڑے ہوجیے خوبان دل آزار کے پاس
دیکھ کر تجھکو چمن بسکہ نمو کرتا ہے　　خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس

مرگیا پہوڑ کی سر غالب وحشی ہی ہی — بیٹھنا اوسکا وہ آکر تیری دیوار کی پاس

ردیف الشین المعجمہ

نہ لیوی گر خس جوہر طراوت سبزۂ خط سی — لگاوی خانۂ آئینہ میں روی نگار آتش

فروغ حسن سی ہوتی ہی حل مشکل عاشق — نہ نکلی شمع کی پاسی نکالی گر نہ خار آتش

ردیف العین المہملہ

جادۂ رہ خور کو وقت شام ہی تار شعاع — چرخ واکرتا ہی ماہ نو سی آغوش وداع

رخ نگار سی ہی سوز جاودانی شمع — ہوئی ہی آتش گل آب زندگانی شمع

زبان اہل زبان میں ہی مرگ خاموشی — یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانی شمع

کری ہی صرف بہ ایمای شعلہ قصہ تمام — بطرز اہل فنا ہی فسانہ خوانی شمع

غم اسکو حسرت پروانہ کا ہی ای شعلہ — تیری لرزنی سی ظاہر ہی ناتوانی شمع

تیری خیال سی روح اہتزاز کرتی ہی — بہ جلوہ ریزی باد و بہ پرفشانی شمع

نشاط داغ غم عشق کی بہار نہ پوچھ — شگفتگی ہی شہید گل خزانی شمع

جلی

جلی ہی دیکھ کی بالین یار پر مجھکو — نہ کیوں ہو دل پہ میری داغ بدگمانی شمع

ردیف الفا

بیم رقیب سی نہیں کرتی وداع ہوش — مجبور یاں تلک ہوی ای اختیار حیف

جلتا ہی دل کہ کیوں نہ ہم اکبار جلگئی — ای ناتمامی نفس شعلہ بار حیف

ردیف الکاف تازیہ

زخم پر چہڑکیں کہاں طفلان بی پروا نمک — کیا مزا ہوتا اگر پتہر میں بہی ہوتا نمک

گرد راہ یار ہی سامان ناز زخم دل — ورنہ ہوتا ہی جہان میں کسقدر پیدا نمک

مجکو ارزانی رہی تجکو مبارک ہو جیو — نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک

شور جولان تہا کنار بحر پر کسکا کہ آج — گرد ساحل ہی بہ زخم موجۂ دریا نمک

داد دیتا ہی مری زخم جگر کی واہ واہ — یاد کرتا ہی مجہی دیکہی ہی وہ جسجا نمک

چہوڑ کر جانا تن مجروح عاشق حیف ہی — دل طلب کرتا ہی زخم اور مانگی ہیں اعضا نمک

غیر کی منت نہ کہینچونگا پی توقیر درد — زخم مثل خندۂ قاتل ہی سرتاپا نمک

یاد ہیں غالب تجہی وہ دن کہ وجد ذوق میں — زخم سی گرتا تو میں پلکوں سی چنتا تہا نمک

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک — کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

دام ہر موج میں ہے حلقۂ صد کام نہنگ — دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک

عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب — دل کا کیا رنگ کروں خون جگر ہونے تک

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن — خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

پرتو خور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم — میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہونے تک

یک نظر بیش نہیں فرصت ہستی غافل — گرمی بزم ہے اک رقص شرر ہونے تک

غم ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج — شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

کاف فارسی

گر تجھ کو ہے یقین اجابت دعا نہ مانگ — یعنی بغیر یک دل بے مدعا نہ مانگ

آتا ہے داغ حسرت دل کا شمار یاد — میرے گنہ کا مجھ سے حساب اے خدا نہ مانگ

ردیف لام

ہے کس قدر ہلاک فریب وفائے گل — بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل

آزادی

آزادی نسیم مبارک کہ ہر طرف — ٹوٹے پڑے ہیں حلقۂ دام ہوائے گل

جو تھا سو موج رنگ کے دھوکے میں مر گیا — اے وائے نالۂ لب خونیں نوائے گل

خوش حال اس حریف سیہ مست کا کہ جو — رکھتا ہو مثل سایۂ گل سر بپائے گل

ایجاد کرتی ہے اسے تیرے لیے بہار — میرا رقیب ہے نفس عطر سائے گل

شرمندہ رکھتے ہیں مجھے باد بہار سے — مینائے بے شراب و دل بے ہوائے گل

سطوت سے تیرے جلوۂ حسن غیور کے — خوں ہے مری نگاہ میں رنگ ادائے گل

تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک — بے اختیار دوڑے ہے گل در قفائے گل

غالب مجھے ہے اس سے ہم آغوشی آرزو — جس کا خیال ہے گل جیب قبائے گل

ردیف المیم

غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس — برق سے کرتے ہیں روشن شمع ماتم خانہ ہم

محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ باز خیال — ہیں ورق گردانی نیرنگ یک بتخانہ ہم

باوجود یک جہاں ہنگامہ پیدائی نہیں — ہیں چراغان شبستان دل پروانہ ہم

ضعف سے ہے نے قناعت سے یہ ترک جستجو — ہیں وبال تکیہ گاہ ہمت مردانہ ہم

دایم الحبس اسمیں ہیں لاکھوں تمنائیں اسد — جانتی ہیں سینۂ پرخوں کو زندانخانہ ہم

نالہ حاصل دلبستگی فراہم کر — متاع خانۂ زنجیر جز صدا معلوم

مجھکو دیار غیر مین مارا وطن سی دور — رکھہ لی مری خدا نی مری بیکسی کی شرم
وہ حلقہ ہای زلف کمین مین ہین ای خدا — رکھیو مری دعوی آزادگی کی شرم

ردیف النون

یون وام بخت خفتہ سی ایک خواب خوش ولی — غالب یہ خوف ہی کہ کہانسی ادا کرون

وہ فراق اور وہ وصال کہان — وہ شب و روز و ماہ و سال کہان
فرصت کاروبار شوق کسی — ذوق نظارۂ جمال کہان
دل تو دل وہ دماغ بھی نہ رہا — شور سودای خط و خال کہان
تھی وہ اک شخص کی تصور سی — اب وہ رعنائی خیال کہان

ایسا آسان نہین لہو رونا — دل مین طاقت جگر مین حال کہان
ہمسی چھوٹا قمارخانۂ عشق — وان جو جاوین گرہ مین مال کہان
فکر دنیا مین سر کھپاتا ہون — مین کہان اور یہ وبال کہان
مضمحل ہو گئی قوی غالب — وہ عناصر مین اعتدال کہان

آبرو کیا خاک اس گل کی کہ گلشن مین نہین — ہی گریبان ننگ پیراہن جو دامن مین نہین
ضعف سی ای گریہ کچھ باقی مری تن مین نہین — رنگ ہو کر اڑ گیا جو خون کہ دامن مین نہین
ہو گئی ہین جمع اجزای نگاہ آفتاب — ذری اوسکی گھر کی دیوارون کی روزن مین نہین
کیا کہون تاریکی زندان غم اندھیر ہی — پنبہ نور صبح سی کم جسکی روزن مین نہین
رونق ہستی ہی عشق خانہ ویران ساز سی — انجمن بی شمع ہی گر برق خرمن مین نہین
زخم سلوانی سی مجھ پر چارہ جوئی کا طعن — غیر سمجھا ہی کہ لذت زخم سوزن مین نہین
بسکہ ہین ہم اک بہار ناز کی ماری ہوی — جلوۂ گل کی سوا گرد اپنی مدفن مین نہین
قطرہ قطرہ اک ہیولا ہی نئی ناسور کا — خون بھی ذوق درد سی فارغ مری تن مین نہین

ہو فشار ضعف مین کیا ناتوانی کی نمود　　قد کی جھکنی کی بہی گنجایش مری تن مین نہین
لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری　　موج می کی آج رگ مینا کی گردن مین نہین
تہی وطن مین شان کیا غالب کہ ہو غربت مین قدر　　بی تکلف ہون وہ مشت خس کہ گلخن مین نہین

عہدی سی مدح ناز کی باہر نہ آ سکا　　گر اک ادا ہو تو اسی اپنی قضا کہون
حلقی ہین چشم ہای کشادہ بسوی دل　　ہر تار زلف کو نگہ سرمہ سا کہون
مین اور صد ہزار نوای جگر خراش　　تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہون
ظالم میری گمان سی مجہی منفعل نہ چاہ　　ہی ہی خدا نکردہ تجہی بی وفا کہون

ہمسی کہل جاؤ بوقت می پرستی ایکدن　　ورنہ ہم چھیڑینگی رکہہ کر عذر مستی ایکدن
غرہ اوج بنای عالم امکان نہو　　اس بلندی کی نصیبون مین ہی پستی ایکدن
قرض کی پیتی تہی می لیکن سمجہتی تہی کہ ہان　　رنگ لاویگی ہماری فاقہ مستی ایکدن
نغمہ ہای غمکو بہی ای دل غنیمت جانیی　　بی صدا ہو جاویگا یہہ ساز ہستی ایکدن

دہول دہپا اوس سراپا ناز کا شیوہ نہین　　ہم ہی کر بیٹہی تہی غالب پیش دستی ایکدن

مہربان ہو کی بلا لو مجہی چاہو جسوقت　　مین گیا وقت نہین ہون کہ پہر آ بہی نسکون
ضعف مین طعنہ اغیار کا شکوہ کیا ہی　　بات کچہہ سر تو نہین ہی کہ اوٹہا بہی نسکون
زہر ملتا ہی نہین مجہکو ستمگر ورنہ　　کیا قسم ہی تیری ملنی کی کہ کہا بہی نسکون

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین　　ایک چکر ہی میری پانو مین زنجیر نہین
شوق اوس دشت مین دوڑای ہی مجہکو کہ جہان　　جادہ غیر از نگہ دیدہ تصویر نہین
حسرت لذت آزار رہی جاتی ہی　　جادہ راہ وفا جز دم شمشیر نہین
رنج نومیدی جاوید گوارا رہیو　　خوش ہون گر نالہ زبونی کش تاثیر نہین
سر کہجاتا ہی جہان زخم سر اچہا ہو جای　　لذت سنگ باندازہ تقریر نہین
جب کرم رخصت بیباکی و گستاخی دی　　کوئی تقصیر بجز خجلت تقصیر نہین
غالب اپنا یہہ عقیدہ ہی بقول ناسخ　　آپ بی بہرہ ہی جو معتقد میر نہین

عشق تاثیر سے نومید نہین — جانسپاری شجر بید نہین
سلطنت دست بدست آئی ہی — جام مے خاتم جمشید نہین
ہی تجلی تیری سامان وجود — ذرہ بے پرتو خورشید نہین
راز معشوق نہ رسوا ہو جائے — ورنہ مرجانے مین کچھ بھید نہین
گردش رنگ طرب سے ڈر ہے — غم محرومی جاوید نہین
کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ — ہمکو جینے کی بھی امید نہین

برشکال گریۂ عاشق ہی دیکھا چاہیے — کھل گئی مانند گل سو جا سے دیوار چمن
الفت گل سے غلط ہی دعوی وارستگی — سرو ہی با وصف آزادی گرفتار چمن

مت مردمک دیدہ مین سمجھو یہ نگاہین — ہین جمع سویدای دل چشم مین آہین

نہاں

جہان تیرا نقش قدم دیکھتے ہین — خیابان خیابان ارم دیکھتے ہین
دل آشفتگان خال کنج دہن کے — سویدا مین سیر عدم دیکھتے ہین
تیرے سرو قامت سے اک قد آدم — قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتے ہین
تماشا کہ ای محو آئینہ داری — تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہین
سراغ تف نالہ لے داغ دل سے — کہ شبرو کا نقش قدم دیکھتے ہین
بنا کر فقیرونکا ہم بھیس غالب — تماشای اہل کرم دیکھتے ہین

ذکر میرا بہ بدی بھی اوسے منظور نہین — غیر کی بات بگڑ جاوے تو کچھ دور نہین
وعدۂ سیر گلستان ہے خوشا طالع شوق — مژدۂ قتل مقدر ہے جو مذکور نہین
شاہد ہستی مطلق کی کمر ہی عالم — لوگ کہتے ہین کہ ہی پر ہمین منظور نہین
قطرہ اپنا بھی حقیقت مین ہی دریا لیکن — ہمکو تقلید تنک ظرفی منصور نہین
حسرت ای ذوق خرابی کہ وہ طاقت نہ رہی — عشق پر عربدہ کی گون تن رنجور نہین
مین جو کہتا ہون کہ ہم لینگے قیامت مین تمہین — کس رعونت سے وہ کہتے ہین کہ ہم حور نہین

ظلم کر ظلم اگر لطف دریغ آتا ہی / تو تغافل مین کسو رنگ سی معذور نہین
صاف دردی کش پیمانۂ جم ہین ہم لوگ / وائی وہ بادہ کہ افشردۂ انگور نہین
ہون ظہوری کی مقابل مین خفائی غالب / میری دعوی پہ یہ حجت ہی کہ مشہور نہین

نالہ جز حسن طلب ای ستم ایجاد نہین / ہی تقاضائی جفا شکوۂ بیداد نہین
عشق و مزدوری عشرتگہ خسرو کیا خوب / ہمکو تسلیم نکونامی فرہاد نہین
کم نہین وہ بھی خرابی مین پہ وسعت معلوم / دشت مین ہی مجھی وہ عیش کہ گھر یاد نہین
اہل بینش کو ہی طوفان حوادث مکتب / لطمۂ موج کم از سیلی استاد نہین
وای محرومی تسلیم و بدا حال وفا / جانتا ہی کہ ہمین طاقت فریاد نہین
رنگ تمکین گل و لالہ پریشان کیون ہی / گر چراغان سر رہگذر باد نہین
سبد گل کی تلی بند کری ہی گلچین / مژدہ ای مرغ کہ گلزار مین صیاد نہین
نفی سی کرتی ہی اثبات تراوش گویا / دی ہی جائی دہن اوسکو دم ایجاد نہین
کم نہین جلوہ گری مین تری کوچی سی بہشت / یہی نقشہ ہی ولی اسقدر آباد نہین

کرتی کس منہ سی ہو غربت کی شکایت غالب / تمکو بی مہری یاران وطن یاد نہین

قیامت ہی کہ سن لیلی کا دشت قیس مین آنا / تعجب سی وہ بولا یون بھی ہوتا ہی زمانی مین
دل نازک پہ اوسکی رحم آتا ہی مجھی غالب / نکر سرگرم اوس کافر کو الفت آزمانی مین

دل لگا کر لگ گیا اونکو بھی تنہا بیٹھنا / بارِی اپنی بیکسی کی ہمنی پائی داد یہان
ہین زوال آمادہ اجزا آفرینش کی تمام / مہر گردون ہی چراغ رہگذار باد یہان

ہو گئی ہی غیر کی شیرین بیانی کارگر / عشق کا اوسکو گمان ہم بی زبانون پر نہین

تیری توسن کو صبا باندھتی ہین / ہم بھی مضمون کی ہوا باندھتی ہین
آہ کا کس نی اثر دیکھا ہی / ہم بھی اک اپنی ہوا باندھتی ہین
میری فرصت کی مقابل ای عمر / برق کو پابحنا باندھتی ہین

قید ہستی سے رہائی معلوم / اشک کو بے سر و پا باندھتے ہیں

نشۂ رنگ سے ہے واشدِ گل / مست کب بندِ قبا باندھتے ہیں

غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ / لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں

اہلِ تدبیر کی واماندگیاں / آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں

سادہ پرکار ہیں خوباں اسد / ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں

زمانہ سخت کم آزار ہے بجانِ اسد / وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں

دیوانگی سے دوش پہ زنار بھی نہیں / یعنی ہماری جیب میں اک تار بھی نہیں

دل کو نیازِ حسرتِ دیدار کر چکے / دیکھا تو ہم میں طاقتِ دیدار بھی نہیں

ملنا ترا اگر نہیں آساں تو سہل ہے / دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

بے عشق عمر کٹ نہیں سکتی ہے اور یاں / طاقت بقدرِ لذتِ آزار بھی نہیں

شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش / صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں

گنجایش

گنجایشِ عداوتِ اغیار یک طرف / یاں دل میں ضعف سے ہوسِ یار بھی نہیں

ڈر نالہ ہائے زار سے میرے خدا کو مان / آخر نوائے مرغِ گرفتار بھی نہیں

دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے روکشی / حالانکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا / لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

دیکھا اسد کو خلوت و جلوت میں بارہا / دیوانہ گر نہیں ہے تو ہشیار بھی نہیں

یہ ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں / کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں

وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے / کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

نظر لگے نہ کہیں اس کے دست و بازو کو / یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں

ترے جواہرِ طرفِ کلہ کو کیا دیکھیں / ہم اوجِ طالعِ لعل و گہر کو دیکھتے ہیں

نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخور مرے تن میں / ہوا ہے تارِ اشکِ یاس رشتہ چشمِ سوزن میں

ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی / کفِ سیلاب باقی ہے برنگِ پنبہ روزن میں

ودیعت خانۂ بیداد کاوشہائے مژگاں ہوں
نگین نام شاہد ہے مرے ہر قطرہ خوں تن میں

بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی
شب مہ ہو جو رکھ دیں پنبہ دیواروں کے روزن میں

نکوہش مانع بے ربطی شور جنوں آئی
ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جیب و دامن میں

ہوئے اس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے
پرافشاں جوہر آئینے میں مثل ذرہ روزن میں

نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں پر صحبت مخالف ہے
جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں

ہزاروں دل دیئے جوش جنون عشق نے مجھ کو
سیہ ہو کر سویدا ہو گیا ہر قطرہ خوں تن میں

اسد زندانی تاثیر الفتہائے خوباں ہوں
خم دست نوازش ہو گیا ہے طوق گردن میں

مزے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں
سوائے خون جگر سو جگر میں خاک نہیں

مگر غبار ہوئے پر ہوا اڑا لے جائے
وگرنہ تاب و تواں بال و پر میں خاک نہیں

یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے
کہ غیر جلوۂ گل رہگزر میں خاک نہیں

بھلا اسے نہ سہی کچھ مجھی کو رحم آتا
اثر مرے نفس بے اثر میں خاک نہیں

خیال جلوۂ گل سے خراب ہیں میکش
شرابخانے کی دیوار و در میں خاک نہیں

ہوا ہوں

ہوا ہوں عشق کی غارتگری سے شرمندہ
سوائے حسرت تعمیر گھر میں خاک نہیں

ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسد
کھلا کہ فائدہ عرض ہنر میں خاک نہیں

غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں
بوسے کو پوچھتا ہوں میں منہ سے مجھے بتا کہ یوں

پرسش طرز دلبری کیجیے کیا کہ بن کہے
اس کے ہر اک اشارے سے نکلے ہے یہ ادا کہ یوں

رات کے وقت مے پیے ساتھ رقیب کو لیے
آئے وہ یاں خدا کرے پر نہ کرے خدا کہ یوں

غیر سے رات کیا بنی یہ جو کہا تو دیکھیے
سامنے آن بیٹھنا اور یہ دیکھنا کہ یوں

بزم میں اس کے روبرو کیوں نہ خموش بیٹھیے
اس کی تو خامشی میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں

میں نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
سن کے ستم ظریف نے مجھ کو اٹھا دیا کہ یوں

مجھ سے کہا جو یار نے جاتے ہیں ہوش کس طرح
دیکھ کے میری بیخودی چلنے لگی ہوا کہ یوں

کب مجھے کوئے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی
آئینہ دار بن گئی حیرت نقش پا کہ یوں

گر ترے دل میں ہو خیال وصل میں شوق کا زوال
موج محیط آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں

جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکہ ہو رشک فارسی
گفتۂ غالب ایک بار پڑھ کے اسے سنا کہ یوں

دل اگر افسردہ ہی گرم تماشا ہو / کہ چشم تنگ شاید کثرت نظارہ سی وا ہو
بقدر حسرت دل چاہیے ذوق معاصی بھی / بھروں یک گوشۂ دامن گر آب ہفت دریا ہو
اگر وہ سرو قد گرم خرام ناز آجاوے / کف ہر خاک گلشن شکل قمری نالہ فرسا ہو

وارستہ اس سے ہیں کہ محبت ہی کیوں نہو / کیجی ہمارے ساتھ عداوت ہی کیوں نہو
چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نی رنگ اختلاط کا / ہی دل پہ بار نقش محبت ہی کیوں نہو
ہی مجھکو تجھسی تذکرۂ غیر کا گلا / ہرچند بر سبیل شکایت ہی کیوں نہو
پیدا ہوئی ہی کہتی ہیں ہر درد کی دوا / یوں ہو تو چارۂ غم الفت ہی کیوں نہو
ڈالا نہ بیکسی نے کسو سی معاملہ / اپنی سی کھینچتا ہوں خجالت ہی کیوں نہو
ہی آدمی بجای خود اک محشر خیال / ہم انجمن سمجھتی ہیں خلوت ہی کیوں نہو
ہنگامۂ زبونی ہمت ہی انفعال / حاصل نکیجی دہر سی عبرت ہی کیوں نہو
مٹتا ہی فوت فرصت ہستی کا غم کوئی / عمر عزیز صرف عبادت ہی کیوں نہو

وارستگی

وارستگی بہانۂ بیگانگی نہیں / اپنی سی کر نہ غیر سی وحشت ہی کیوں نہو
اوس فتنہ خو کی در سی اب اوٹھتی نہیں اسد / اسمیں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہو

وہاں اوسکی ہول دل ہی تو یہاں میں ہوں شرمسار / یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سی نہو
اپنی کو دیکھتا نہیں ذوق ستم تو دیکھ / آئینہ تاکہ دیدۂ نخچیر سے نہو

دی سادگی سی جان پڑوں کوہکن کی پانو / ہیہات کیوں نہ ٹوٹ گئی پیرزن کی پانو
دھوتا ہوں جب میں پینی کو اوس سیمتن کی پانو / رکھتا ہی ضد سی کھینچ کی باہر لگن کی پانو
بھاگی تھی ہم بہت سو اوسی کی سزا ہی یہ / ہو کر اسیر دابتی ہیں راہزن کی پانو
مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور / تن سی سوا فگار ہیں اس خستہ تن کی پانو
اللہ ری ذوق دشت نوردی کہ بعد مرگ / ہلتی ہیں خودبخود مری اندر کفن کی پانو
ہی جوش گل بہار میں یہاں تک کہ ہر طرف / اوڑتی ہوئی اولجھتی ہیں مرغ چمن کی پانو
بیچارہ کتنی دور سی آیا ہی شیخ جی / کعبی میں کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کی پانو

تب کہ کسو کی جواب میں آیا نہو کہیں — دیکھتی ہیں آج اوس بت نازک بدن کی پانو
غالب ہمری کلام میں کیونکر مزا نہو — پیتا ہون دہو کی خسرو شیرین سخن کی پانو

وہان پہنچ کر جو غش آتا پی ہم ہی ہمکو — صدرہ آہنگ زمین بوس قدم ہی ہمکو
دلکو مین اور مجھی دل محو وفا رکھتا ہی — کسقدر ذوق گرفتاری ہم ہی ہمکو
ضعف سی نقش پی مور ہی طوق گردن — تیری کوچہ سی کہان طاقت رم ہی ہمکو
جانکر کیجی تغافل کہ کچہ امید بہی ہو — یہ نگاہ غلط انداز تو سم ہی ہمکو
رشک ہمطرحی و درد اثر بانگ حزین — نالہ مرغ سحر تیغ دو دم ہی ہمکو
سر اوڑانیکی جو وعدہ کو مکرر چاہا — ہنسکی بولی کہ تیری سر کی قسم ہی ہمکو
دلکی خون کرنیکی کیا وجہ ولیکن ناچار — پاس بی رونقی دیدہ اہم ہی ہمکو
تم وہ نازک کہ خموشی کو فغان کہتی ہو — ہم وہ عاجز کہ تغافل بہی ستم ہی ہمکو
لکھنؤ آنیکا باعث نہین کہلتا یعنی — ہوس سیر و تماشا سو وہ کم ہی ہمکو
مقطع سلسلہ شوق نہین ہی یہہ شہر — عزم سیر نجف و طوف حرم ہی ہمکو

لی جاتی

لی جاتی ہی کہین ایک توقع غالب — جادہ رہ کشش کاف کرم ہی ہمکو

رہیی اب ایسی جگہ چلکر جہان کوئی نہو — ہم سخن کوئی نہو اور ہمزبان کوئی نہو
بی در و دیوار سا اک گہر بنایا چاہئی — کوئی ہمسایہ نہو اور پاسبان کوئی نہو
پڑیی گر بیمار تو کوئی نہو تیماردار — اور اگر مر جائیی تو نوحہ خوان کوئی نہو

ردیف الہا

ہی سبزہ زار ہر در و دیوار غمکدہ — جسکی بہار یہہ ہو پہر اوسکی خزان نہ پوچہ
ناچار بیکسی کی بہی حسرت اوٹہائیی — دشواری رہ و ستم ہمرہان نہ پوچہ

از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہی آئینہ — طوطی کو شش جہت سی مقابل ہی آئینہ

ردیف الیا

صد جلوہ روبرو ہی جو مژگان اوٹہائیی — طاقت کہان کہ دید کا احسان اوٹہائیی
ہی سنگ پر برات معاش جنون عشق — یعنی ہنوز منت طفلان اوٹہائیی